روایات سیرت نبویؐ میں مبالغہ آمیز روایات کا تجزیاتی مطالعہ

(Analytical Study of the Overstated Reports in the Biography of the Prophet, PBUH)

عطاءالرحمن *

Abstract

No doubt that the love of the Prophet Mu ╒ ammad (SAW) and his true recognition is a very important part of our belief but it does not mean that we forge false narrations and decline accurate teachings of the Prophet/reports about him. Some people in the past history, especially the *qu╖ ╖ ┐ s* (story tellers) have been responsible for disseminating false reports/stories/narrations with the aim of mere attracting public towards them for material gains. Although these narrations enhance the magnitude of the personality of the prophet (peace be upon him) but still they are to be rejected, as their attribution to the prophet is not proven. The following article provides some examples of such false and fabricated narrations about the Prophet's *s┘ rah* with the aim of alarming readers to carefully differentiate between myths and the authentic *a ╒ ┐ ad┘ th*.

نبی کریمؐ کی ذات گرامی سے عقیدت و محبت جزو ایمان ہے۔ ایک شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی دل میں نبیؐ کی ذات پر قربان ہونے کا جذبہ نہ ہو۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے:

"لایؤمن أحدکم حتی أکون احب إلیه من والده و ولده والناس اجمعین". [1]

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے والدین، اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ اس کے لئے محبوب نہ ہو جاؤں"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کریمؐ سے محبت عین ایمان ہے مگر محبت اپنی حدود کے اندر رہنی چاہئے۔ جب یہ محبت حد اعتدلال سے بڑھ کر غلو کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے تو اس سے شرک کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ محبت و عقیدت کا تقاضا یہ ہے کہ مقامِ نبوت، مزاجِ نبوت اور کارِ نبوت سے پوری آگاہی حاصل ہو اور یہ کہ نبی کریمؐ کا اصل مقام پہچانتے ہوئے آپ سے عقیدت و محبت رکھی جائے۔

* صدر شعبۂ اسلامیات، ملاکنڈ یونیورسٹی، چکدرہ، لوئر دیر

بعد کے ادوار میں کچھ مسلمانوں نے آپؐ کے حق میں اس احتیاط کو ملحوظ نہیں رکھا اور غلو وافراط میں مبتلا ہو گئے، جس سے نبی کریمؐ نے سختی سے منع فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لاتطرونی کماأطرت النصاریٰ عیسیٰ ابن مریم"[2]

"مجھے میرے مرتبہ سے نہ بڑھانا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھایا تھا"

اللہ نے جو قدر و منزلت آپؐ کو عطا کی تھی وہ گویا ناکافی سمجھ لی گئی اور لوگوں نے اپنی طرف سے غیر مشروع قسم کی چیزیں جوڑ دیں۔ اس سلسلے میں عجیب و غریب اور محیر العقول قسم کے قصے بیان کئے گئے۔

اکثر یہ کام قصہ گو واعظوں کے حصہ میں آیا۔ چونکہ یہ فرقہ عموماً علم سے محروم ہوتا ہے اور صحیح روایات تک اس کی رسائی نہیں ہوتی۔ اسی لئے ایسے لوگ محفل کو گرم، دلفریب اور دلچسپ بنانے کے لئے مبالغہ آمیزیوں سے کام لیتے ہیں اور ان کو لامحالہ اپنی قوتِ اختراع پر زور دینا پڑتا ہے۔ ان قصہ گو حضرات کی کرشمہ سازیوں کی بدولت اسرائیلی روایات [3] ہمارے دینی ادب کا حصہ بنی ہیں۔ علامہ ابن قتیبہؒ (م ۲۷۶ھ)[4] اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ومن شان العوام القعود عند القاص ماکان حدیثه عجیباً خارجاعن فطر العقول، اوکان رقیقا یحزن القلوب ویستغزر العیون۔ فاذاذکر الجنة قال: فیها الحوراءمن مسک أوزغفران۔ وعجیز تهامیل فی میل، ویبوىءا الله تعالیٰ ولیه قصراًمن لؤلؤة بیضاءفیه سبعون ألف مقصورةفی کل مقصورة سبعون ألف قبةفی کل قبةسبعون الف فراش علی کل فراش سبعون الف کذافلایزال فی سبعین ألف کذاوسبعین ألفاًکأنه یری أنه لایجوز أن یکون العددفوق السبعین ولادونها۔۔۔۔۔۔۔وکلما کان من هذااکثر کان العجب أکثر، والقعود عنده أطول، والأیدی بالعطاءإلیه أسرع"[5]

"اور عوام کا یہ حال ہے کہ وہ قصہ گو کے پاس بیٹھتے ہیں تاکہ ایسی بات سنیں جو عجیب ہو اور عقل سے بعید ہو یا اتنی رقت انگیز ہو کہ دل غمگین ہو جائیں اور آنکھیں پرنم۔ جب وہ جنت کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس میں مشک وزعفران کی حور ہو گی، اور اس کا راستہ میلوں لمبا ہو گا اور اللہ تعالیٰ اپنے ولی کے لئے موتیوں کا محل بنائے گا اور اس میں ستر ہزار کمرے ہوں گے، ہر کمرے میں ستر ہزار رقبے ہوں گے ہر رقبے میں ستر ہزار قالین ہونگے اور ہر قالین پر ستر ہزار ہونگے اسی طرح ہمیشہ ستر ہزار کی بات ہو گی اور اس عدد سے کم یا زیادہ کی بات نہ ہو گی۔۔۔۔۔۔۔ جب کبھی اس سے زیادہ کی بات ہو گی تو زیادہ تعجب انگیز ہو گی اور اتنے ہی زیادہ لوگ بیٹھیں گے اور عطیات کے لئے اسی قدر جلدی ہاتھ بڑھائیں گے"

حافظ ابن جوزی[6] لکھتے ہیں:

"احدهما القصاص و معظم البلاء منهم یجری لانهم یریدون احادیث تنفق و ترقق و الصحاح تقل فیها هذا۔ ثم إن الحفظ یشق علیهم و یتفق عدم الدین و من یحضر هم جهال"[7]

"جھوٹی حدیثیں بنانے والوں میں ایک گروہ واعظوں کا ہے اور سب سے بڑی مصیبت ان ہی سے پیش آتی ہے کیونکہ وہ ایسی حدیث چاہتے ہیں جو مقبول عام اور مؤثر ہو سکیں اور صحیح حدیثوں میں یہ بات نہیں۔ اس کے علاوہ صحیح حدیثوں کا یاد رکھنا ان کے لئے مشکل ہے کیونکہ ان میں دینداری نہیں ہوتی اور ان کی محفلوں میں جاہلوں کا مجمع ہوتا ہے"

چنانچہ ترغیب و ترہیب، مناقب و فضائل، دلائل و معجزات، جنت و جہنم اور عقائد و عبادات وغیرہ سے متعلق جو ضعیف[8] و منکر[9] اور موضوعی[10] روایات کا انبار لگا ہے، وہ زیادہ تر ان ہی جاہلوں کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ اور اس قسم کی روایات کا بڑا حصہ ان ہی کتابوں کے ذریعہ پھیلا ہے جو میلاد کی مجلسوں کی غرض سے وقتاً فوقتاً لکھی گئی ہیں۔ چونکہ یہ واعظین عوام کا رخ اپنی طرف پھیرنے کے لئے عجیب و غریب اور محیر العقول داستانیں ذکر کرتے ہیں، اسی لئے عوام کا اعتقاد بھی انہیں پر زیادہ ہوتا ہے اور اکثر ان واعظوں کی روایات کے مقابل میں کسی اور کی حق بات کو بھی قبول کرنے کے لئے بآسانی آمادہ نہیں ہوتے۔

ملا علی قاریؒ[11] لکھتے ہیں:

"أن قاصاً جلس ببغداد فروی فی تفسیر قوله تعالیٰ عسیٰ أن یبعثک ربک مقاماً محموداً۔ إنه یجلس معه علی عرشه فبلغ ذلک الإمام محمد بن جریر الطبری فاحتد من ذالک و بالغ فی إنکاره و کتب علی باب داره سبحان من لیس له أنیس و لا له فی عرشه جلیس فشارت علیه عوام بغداد و رجموا بیته بالحجارة حتی إستد بابه بالحجارة و علت علیه".[12]

"ایک قصہ گو نے بغداد میں قرآن مجید کی اس آیت "عسیٰ أن یبعثک ربک مقاماً محمودا"[13] کی یہ تفسیر بیان کی کہ خداوند تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔ یہ تفسیر جب امام محمد بن جریر الطبری[14] کو معلوم ہوئی تو انہیں سخت ناگوار گزری اور انہوں نے سخت انکار کیا اور اپنے دروازے پر لکھ دیا: پاک ہے وہ ذات جس کا نہ کوئی ساتھی ہے اور نہ کوئی اس کے ساتھ عرش پر بیٹھنے والا۔ بغداد کے عوام ان پر چڑھ آئے۔ ان کے گھر پر پتھر برسانے شروع کئے، حتیٰ کہ دروازہ پتھروں سے بند ہو گیا اور آپ زخمی ہو گئے"

؎ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جس طرح قصہ گو حضرات نے رونق محفل بڑھانے کے لئے اسرائیلیات، [15] اقوال حکماء، قصص وحکایات اور نامعتبر روایات کو حدیث کا درجہ دے کر کتابوں کے اوراق کی زینت بنادیا، اسی طرح دوسرے انبیاء کے معجزات کے مقابل میں ان ہی کے مثل نبی کریمؐ کے دلائل و معجزات بھی ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالے گئے اور یہ ثابت کرنا چاہا کہ جو معجزات دیگر انبیاءؑ سے متفرق طور پر صادر ہوئے، وہ تمام کے تمام آپؐ کی ذات میں جمع تھے۔ حالانکہ آپؐ کا مقام عالی ان معجزات کا مرہون منت نہ تھا۔ چونکہ اس تقابل و مماثلت کے لئے تمام تر صحیح روایات دستیاب نہیں ہوسکتیں، اس لئے ضعیف، موضوع اور عقل و نقل سے متجاوز روایتوں کا سہارا لیا گیا۔ بطور تمثیل ان میں سے چند ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:

1. حضرت ابراہیمؑ کے معجزات میں آگ کا ٹھنڈا اور بے ضرر ہونا نہایت عجیب معجزہ ہے۔[16] آنحضرت ﷺ کی طرف بھی یہ معجزہ اس طرح منسوب کیا گیا کہ ایک بار ایک عورت نبی کریم ﷺ کی باتیں سننے کے لئے گھر سے نکلی۔ اسے ایک شخص نے دیکھ کر پوچھا کہ کہاں جانا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضورؐ کی گفتگو سننے کے لئے جارہی ہوں۔ اس نے پوچھا کیا تجھے ان سے محبت ہے؟ اس عورت نے کہا ہاں۔ وہ بولا کہ انہیں کے طفیل سے ذرا اپنی نقاب اٹھادیں تا کہ میں تیرا چہرہ دیکھ لوں۔ اس نے مان لیا اور پھر جا کر اپنے خاوند سے یہ ماجرا بیان کیا۔ اس نے تندور سلگایا اور کہا کہ انہیں کے حق کے طفیل سے اس تندور میں کودپڑو۔ وہ کودپڑی۔ پھر اس نے جا کر نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جا اور کھول۔ وہ لوٹ آیا تو دیکھا کہ وہ صحیح سالم ہے اور پسینہ پسینہ ہو رہی ہے۔[17]

یہ واقعہ وعظ کی مشہور کتاب نزہۃ المجالس [18] میں بغیر کسی سند کے نقل کیا گیا ہے۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں تلاش بسیار کے باوجود کہیں اس کا ذکر نہیں ملا۔ بلکہ یہ روایت قصہ گو حضرات کی گھڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی غیر شرعی (حرام) کام کے لئے بھی رسول اللہ ﷺ کے طفیل کا حوالہ دیا جائے تو کرنا چاہئے۔

2. حضرت یوسفؑ کے حسن وجمال کے مقابلہ میں یہ روایت گھڑ لی گئی کہ ایک رات ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے ہاتھ سے سوئی گر گئی اور تلاش کرنے کے باوجود نہ مل سکی اس پر رسول اللہ ﷺ کو ہنسی آئی اور آپ ﷺ کے دانتوں کی چمک سے حجرہ مبارکہ اتنا روشن ہوا کہ سوئی مل گئی۔[19]

محمد عبدالحئ لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ)[20] اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لم یثبت روایۃً و درایۃً"[21]

"یہ روایۃً و درایۃً ثابت نہیں"

یہ روایت اصطلاحی خبر مشہور کے زمرے میں آتی ہے۔یعنی وہ خبر جو زبان زد عام ہو اگرچہ سرے سے اس کی سند ہی نہ ہو۔

3. یوشع بن نونؑ کے معجزات میں آفتاب کا ٹھہرنا ہے ۔[22] اس کے بالمقابل یہ روایت گھڑ لی گئی کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ ﷺ کا سر مبارک حضرت علیؓ[23] کی آغوش میں تھا۔ آپ ﷺ نے غروبِ آفتاب کے بعد سر اٹھایا اور حضرت علیؓ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی الہیٰ ! "وہ تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت میں تھا پس اس پر سورج لوٹ کر لاو"۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورج کو لوٹایا اور سورج نظر آیا اور حضرت علیؓ نے نماز عصر ادا کی اور سورج پھر غروب ہوا۔[24]

حافظ ابن کثیر[25]، حافظ ابن تیمیہؒ[26]، حافظ ابن قیمؒ[27]، حافظ ابن جوزیؒ[28]، اور ملا علی قاریؒ [29] نے اس روایت کو موضوعات اور بے اصل روایات میں شمار کیا ہے۔[30] البتہ امام طحاویؒ[31] اور قاضی عیاضؒ[32] وغیرہ کا اس کی صحت کی طرف میلان ہے۔[33] حافظ ابن کثیرؒ[34] اس کے تمام طرق پر روایت و درایت کے اصولوں کے تحت تفصیلی کلام کرکے آخر میں لکھتے ہیں:

"لکن المحققون من اھل العلم و المعرفۃ بالحدیث أن ھذا الحدیث کذب موضوع"[35]

"اہل علم میں سے محققین اور علم حدیث کے ماہرین سمجھتے ہیں کہ یہ حدیث کذب و افتراء کا پلندہ ہے"

4. حضرت موسیٰؑ کے معجزۂ ید بیضاء [36] کے بالمقابل یہ روایت کی گئی کہ آپ ﷺ کو ایک نور دیا گیا تھا جو آپ ﷺ کے دائیں بائیں ہر مجلس میں چمکتا تھا اور سب لوگ اس منظر کو دیکھتے تھے اور یہ نور تا قیامت باقی رہے گا۔ شب و روز کی مسافت سے یہ نور روضہ اطہر سے چمکتا دکھائی دیتا ہے۔[37]

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

"وھذا الذی ذکرہ من ھذا النور غریب جداً" [38]

"اور یہ نور جس کا (ابن حامد نے) ذکر کیا ہے، یہ نہایت عجیب و غریب ہے"

5. حضرت عیسیٰؑ کا سب سے بڑا معجزہ مردوں کو زندہ کرنا ہے۔ [39] آنحضرت ﷺ کی طرف بھی یہ معجزہ منسوب کیا گیا۔ حضرت جابرؓ[40] بیان کرتے ہیں کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بھوکے ہیں۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تیرے پاس کھانے کو کچھ ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بہت بھوکا اور خالی پیٹ دیکھا ہے۔ اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جو تھے اور ہمارے پاس بکری کا ایک فالتو بچہ تھا، میں نے اس کو ذبح کیا اور میرے بیوی نے جو پیسے۔ وہ میرے فارغ ہونے تک پیسنے سے فارغ ہو گئی۔ ان کے دو بچے تھے۔ ایک نے

دوسرے سے کہا آؤ تمہیں دکھاؤں ابا جان نے کیسے بکری کا بچہ ذبح کیا تھا۔ اس کے بعد اپنے بھائی کو اس نے ذبح کر ڈالا اور بھاگا تو آگ میں گر پڑا اور جل گیا۔ اس نیک بخت عورت نے ان دونوں کو ایک کوٹھڑی میں چھپا دیا اور کھانے کی تیاری میں مشغول ہو گئی۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ مع اپنے اصحاب کے تشریف فرما ہوئے اور جابرؓ سے پوچھنے لگے تمہارے بچے کہاں ہیں۔ انہیں بلاؤ کہ میں ان کو اپنے ساتھ کھانا کھلاؤں، وہ اپنی زوجہ کے پاس گئے۔ ان کی بیوی نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ انہوں نے جا کر کوٹھڑی کے دروازے جو کھولے تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ دونوں زندہ ہیں۔ وہ دونوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو کچھ ان پر گزرا ہے جبریل نے مجھ سے آ کر بیان کر دیا ہے۔[41]

حضرت جابرؓ کی دعوت کا یہ واقعہ متعدد کتب حدیث و سیر میں متعدد سندوں سے مذکور ہے۔[42] لیکن کہیں بھی ان کے دو بیٹوں کی ہلاکت اور دوبارہ زندہ ہونے کا ذکر نہیں چنانچہ یہ قصہ گو واعظین کی گھڑی ہوئی بات معلوم ہوتی ہے۔

مذکورہ چند روایات مشتے نمونہ از خروارے کا مصداق ہیں۔ ایسی ان گنت خارق عادت اور من گھڑت باتوں کو زیب داستان بنا کر واقعات سیرت میں رنگ آمیزی کی گئی ہے تاکہ عوام کی تسکین کا سامان ہو سکے ورنہ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ وہ ہستی اپنی مدح و توصیف میں ایسی انہونی اور ناقابل یقین باتوں کی قطعا محتاج نہیں جسے کلام الٰہی میں رحمۃ للعلمین، رؤوف و رحیم، خاتم النبیین، صاحب خلق عظیم، بشیر و نذیر، سراج منیر اور مبشر و مذکر وغیرہ صفات سے متصف قرار دیا گیا ہے۔

بقول شاعر:

غالب ثنائے خواجہؐ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است

حوالہ جات

1۔ القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب محبۃ رسول اللہ ﷺ ج ۱، ص ۴۹۔

2۔ امام بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح بخاری، کتاب الایمان، باب ما جاء فی قصۃ عیسیٰ، ج ۴، ص ۳۲۳۔

3۔ اسرائیلی روایات سے مراد وہ یہودی اور نصرانی روایات ہیں جن سے قرآنی تفسیر متاثر ہوئی یہ ان دونوں فرقوں کی طرف سے آئیں مگر یہودی روایات کی کثرت کی وجہ سے تغلیبا انہیں اسرائیلی روایات کا نام دیا گیا۔ الذھبی، محمد حسین، ڈاکٹر، التفسیر والمفسرون، باب سوم، فصل التفسیر بالماثور وما یتعلق بہ، ج ۴، ص ۹۔

4۔ عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ م ۲۷۶ھ لغت و ادب کے آئمہ میں سے تھے آپ کی تصانیف میں الشعر والشعراء، مشکل القرآن، غریب القرآن اور تاویل مختلف الحدیث شامل ہیں۔ خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی، تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۱۷۰ والذھبی، محمد بن احمد، تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۶۳۳ والذھبی، محمد بن احمد، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج ۲، ص ۵۰۳ وابن خلکان، احمد بن محمد، وفیات الاعیان وانباء آبناء الزمان، ج ۳، ص ۴۲۔

5۔ ابن قتیبہ الدینوری، عبد اللہ بن مسلم، تاویل مختلف الحدیث، ص ۳۵۶۔

6۔ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی البغدادی الحنبلی م ۵۹۷ھ اپنے وقت کے محدث، واعظ اور صاحب تصانیف تھے۔ ابن خلکان، احمد بن محمد، وفیات الاعیان، ج ۳، ص ۱۴۰ وابن کثیر، اسماعیل بن عمرو بن کثیر بن ضوء القرشی الدمشقی، البدایہ والنھایہ، ج ۱۶، ص ۷۰۶۔۷۰۷ وابن اثیر، محمد بن محمد بن عبد الکریم، الکامل فی التاریخ ج ۱۰، ص ۲۷۶ والذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، تاریخ الاسلام، ج ۴۲، ص ۲۸۷ والذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، تذکرۃ الحافظ، ج ۴، ص ۱۳۴۲۔

7۔ ابن جوزی، عبد الرحمن بن علی بن محمد، کتاب الموضوعات، مقدمہ، ج ۱، ص ۲۹۔

8۔ حدیث ضعیف ہر وہ حدیث ہے جس میں صفات قبول جمع نہ ہوں (یعنی عدالت، ضبط، اتصال سند، عدم شذوذ اور عدم علت) ضعیف حدیث کے کئی درجات ہیں جیسا کہ صحیح حدیث کے مختلف درجات ہیں۔ اس طرح کوئی کم درجہ کی ضعیف ہو گی اور کوئی شدید۔ جس طرح اصح الاسانید ہیں اس طرح اوھی الاسانید بھی ہوں گی۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج ۱، ص ۴۹۳ والنووی، ابو زکریا محی الدین بن شرف، ارشاد طلاب الحقایق، ص ۴۳ والنووی، ابوزکریا محی الدین بن شرف، التقریب، ص ۵۔

9۔ منکر روایات۔ جس کا راوی ضعیف ہو اور ثقہ راویوں کی مخالفت کرتا ہو۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، ص ۶۹۔

10۔ موضوعی روایت۔ موضوع وضع سے ماخوذ ہیں جس کے معنی پھینکنا یا گرانا ہے، کہا جاتا ہے کہ وضع فلاں الشئی ای القاہ من یدہ وحطہ۔ ابن منظور الافریقی لکھتے ہیں الوضع ضد الرفع۔ حافظ ابن الصلاح موضوع کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں وھوا لمختلق المصنوع۔ وہ گھڑی ہوئی بناوٹی روایت ہے۔ انیس، ڈاکٹر ابرھیم، منتصر، عبد الحلیم، صوالحی عطیہ، احمد، محمد خلف اللہ، معجم الوسیط، مادہ وضع، ج ۲، ص ۱۰۳۹ وابن منظور، ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب مادہ وضع، ج ۸، ص ۳۹۶ وابن صلاح، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن بن صلاح، مقدمہ ابن صلاح (علوم الحدیث)، ص ۹۸۔

11۔ الملا علی قاری، علی بن محمد اپنے وقت کے چوٹی کے علماء میں سے تھے، صاحب تصانیف تھے، فقہ اور علم حدیث میں وقیع کتب تالیف کیں ۱۰۱۴ھ میں وفات پائی۔ الزرکلی، خیر الدین، الاعلام قاموس تراجم لاشھر الرجال والنسا من العرب والمستعربین والمستشرقین، ج ۵، ص ۱۶۶ والشوکانی، محمد بن علی، البدر الطالع بمحاسن من بعد القرآن السابع، ج ۱، ص ۴۴۵۔

12۔ ملا علی قاری، علی بن محمد، موضوعات کبیر، ص ۲۷۔

13۔ سورۃ بنی اسرائیل: ۷۹۔

14۔ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید مفسر، محدث، مورخ اور فقیہ تھے اکابر آئمہ مجتھدین میں شمار ہوتے ہیں۔ ۳۱۰ھ میں وفات پائی۔ ابن اثیر، محمد بن محمد بن عبد الکریم، الکامل فی التاریخ، ض ۷، ص ۸ وابن جوزی، عبد الرحمن بن علی بن محمد، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، ج ۱۳، ص ۲۱۵ وابن کثیر، اسماعیل بن عمرو بن کثیر بن ضوء القرشی الدمشقی، البدایہ و لنھایہ، ج ۱۴، ص ۸۴۶۔

15۔ دیکھئے حوالہ نمبر ۳۔

16۔ سورۃ الانبیاء: ۶۹۔

17۔ صفوری، عبد الرحمن، نزھۃ المجالس، ج ۲، ص ۱۸۰۔

18۔ نزھۃ المجالس وعظ کی مشہور کتاب عبد الرحمن صفوری کی تالیف ہے۔ اردو ترجمے کے ساتھ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی نے کراچی سے شائع کی ہے۔

19۔ القیسی، دکتور ابراھیم طہ، مراد، دکتور حمدی محمد، موسوعۃ الاحادیث والاثار الضعیفۃ والموضوعۃ، ج٦، ص ۲۶۴، رقم ۱۰۵۹۱۔

20۔ لکھنوی، محمد عبدالحی بن محمد عبدالحلیم الانصاری الھندی ابوالحسنات م ۱۳۰۴ھ فقہاء احناف میں سے تھے حدیث اور فقہ پر دسترس حاصل تھی مفید کتابیں تالیف کیں جن میں معروف الرفع والتکمیل، الفوائد البھیہ اور التعلیمات السنیہ ہیں۔ الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، ج۷، ص۵۹۔

21۔ لکھنوی، محمد عبدالحی، الاثار المرفوعۃ فی اخبار الموضوعۃ، ص۳۴۔

22۔ القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح مسلم، کتاب الجھاد والسیر باب تحلیل الغنائم لھذہ الامۃ خاصۃ، ج۵، ص۱۴۵؛ وقاضی عیاض، حافظ ابوالفضل عیاض بن موسیٰ، اکمال المعلم بفوائد مسلم، ج٦، ص۵۳ و امام احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل، ج۱۴، ص٦۵، رقم ۸۳۱۵۔

23۔ علی بن ابی طالب آنحضرتؐ کے داماد اور چوتھے خلیفہ راشد تھے آنحضرتؐ پر سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے، الذھبی، محمد بن احمد، تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۱۰۔

24۔ قاضی عیاض، حافظ ابوالفضل عیاض بن موسیٰ، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج۱، ص۴۰۰-۴۰۱۔

25۔ ابن کثیر، اسمٰعیل بن عمرو بن کثیر بن ضوء بن ذرع القرشی الدمشقی م ۷۷۴ھ مشہور مصنف، مورخ اور محدث ہیں۔ ان کو تفسیر، فقہ، تاریخ و سیرت درس و تدریس اور مناظرہ وغیرہ سے اشتغال رہا لیکن ان کی تفسیری عظمت اور تاریخی شہرت ان کی تفسیر اور تاریخ البدیہ والنھایہ جیسے علمی کارناموں کی وجہ سے ہے۔ ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، الدرر الکامنۃ فی اعیان الماءۃ الثامنۃ، ج ۱، ص۳۷۳، وابن العماد الحنبلی، عبد الحی، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، ج ٦، ص۲۳۱ وابن تغری بردی، جمال الدین ابوالمحاسن یوسف بن تغری، النجوم الزاھرہ فی ملوک المصر والقاھرۃ، ج۱۱، ص۱۲۳ والشوکانی، محمد بن علی، البدر الطالع، ج۱، ص۱۵۳۔

26۔ ابن تیمیہ، تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم م ۷۲۸ھ مفسر، حافظ، مجتہد فقیہ اور نادر روزگار شخصیت تھے۔ ابن تغری بردی، جمال الدین ابوالمحاسن یوسف بن تغری، النجوم الزاھرہ، ج ۲۷۱، ۹ وابن کثیر، اسماعیل بن عمرو بن کثیر، البدایہ والنھایہ، ج ۱۸، ص۲۹۵ وابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، الدرر الکامنۃ، ج۱۴۴، ۱۔

27۔ ابن قیم، شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد الزرعی الجوزی م ۷۵۱ھ دمشق کے اجل علماء میں سے تھے وہ تمام علوم متداولہ میں مہارت رکھتے تھے۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمرو بن کثیر، البدایہ والنھایہ، ج۱۸، ص۵۲۳۔

28۔ دیکھئے حوالہ نمبر۔٦

29۔ دیکھئے حوالہ نمبر ۱۱۔

30۔ ابن کثیر، اسمٰعیل بن عمرو بن کثیر، البدایہ والنھایہ، ج ۸، ص۵٦۵۔۵۸۸ وابن تیمیہ، تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم، منہاج السنۃ، ج۱۵۸، ۴۔۱۵۹ وابن قیم، شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر، المنار المنیف فی الصحیح والضعیف، ص ۱۲۵ وابن جوزی، عبدالرحمن بن علی بن محمد، کتاب الموضوعات، ج۲، ص۱۲۰ وملا علی قاری، علی بن محمد المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع، ص۲٦۵۔

31۔ امام طحاوی، احمد بن محمد بن سلامہ م ۳۲۱ھ عظیم محدث اور فقیہ تھے حدیث اور فقہ میں مفید تالیفات چھوڑی ہیں۔ ابن خلکان، احمد بن محمد، وفیات الاعیان، ج۱، ص۷۱ وابن کثیر، البدایہ والنھایہ، ج۱۵، ص۷۰-۷۱۔

32۔ قاضی عیاض، حافظ ابوالفضل عیاض بن موسیٰ الاندسی المالکی حدیث، فقہ اور سیرت میں ان کی تالیفات نہایت مفید ہیں۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمرو بن کثیر، البدایہ والنھایہ، ج۱٦، ص۳۵۲ والذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، العبر فی خبر من غبر، ج۲، ص۴٦۷۔

33۔ قاضی عیاض، حافظ ابو الفضل عیاض بن موسیٰ، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج۱، ص ۴۰۰-۴۰۱۔

34۔ دیکھئے حوالہ نمبر ۲۵۔

35۔ ابن کثیر، اسمٰعیل بن عمرو بن کثیر، البدایہ والنھایہ، ج۸، ص ۵۸۷۔

36۔ سورۃ طٰہٰ: ۲۲۔

37۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمرو بن کثیر، البدایہ والنھایہ، ج۹، ص ۳۵۶۔

38۔ ایضاً۔

39۔ آل عمران: ۴۹۔

40۔ جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری الخزرجی م ۷۸ھ کثیر الروایہ صحابی تھے۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمرو بن کثیر، البدایہ والنھایہ، ج۱۲، ص ۲۸۱۔

41۔ صفوری، عبدالرحمن، نزھۃ المجالس، ج۲، ص ۱۸۱۔

42۔ امام بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق وھی الاحزاب، ج۳، ص ۱۱۵-۱۱۶ رقم ۴۱۰۱۔ وامام مسلم، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب استحباب الاجتماع علی الطعام، ج ۶، ص ۱۱۷-۱۱۸ وابن ھشام، عبدالملک، السیرۃ النبویۃ، ج۳، ص ۲۲۹ والبیھقی، ابوبکر احمد بن حسین، دلائل النبوۃ، ج۳، ص ۴۲۴، وابن کثیر، البدایہ والنھایہ، ج۶، ص ۱۹-۲۱۔

مصادر و مراجع

1. ابن اثیر، محمد بن محمد بن عبدالکریم، الکامل فی التاریخ، تحقیق ابوالفداء عبداللہ القاضی، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۷ء
2. ابن تغری بردی، جمال الدین ابوالمحاسن یوسف ابن تغری، النجوم الزاھرۃ فی ملوک المصر والقاھرۃ، وزارۃ الثقافۃ والارشاد القومی مصر ۱۹۶۳ء
3. ابن تیمیہ، تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم، منھاج السنۃ، مطابع الریاض ۱۳۸۱ھ
4. ابن جوزی، عبدالرحمن بن علی بن محمد، کتاب الموضوعات، تحقیق دکتور نورالدین، مکتبہ اضواء السلف بیروت ۱۹۹۷ء
5. ابن جوزی، عبدالرحمن بن علی بن محمد، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، تحقیق محمد عبدالقادر عطا، مصطفی عبدالقادر عطا، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۲ء
6. ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، النکت علی کتاب ابن الصلاح، تحقیق ربیع بن ھادی عمیر المدینہ منورہ ۱۹۸۴ء
7. ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، الدرر الکامنۃ فی اعیان الماءۃ الثامنۃ، دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن ہند ۱۹۲۹
8. ابن حجر القسلانی، احمد بن علی، نزھۃ النظر فی توضیح نخبہ الفکر، تحقیق نورالدین عتر، مطبعہ الصباح دمشق ۱۹۹۲ء
9. ابن خلکان، احمد بن محمد، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان بیروت ۱۹۷۸ء
10. ابن صلاح، ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمن بن صلاح، مقدمہ ابن صلاح (علوم الحدیث)، دار الحدیثیہ مصر ۱۳۲۶ھ
11. ابن العماد الحنبلی، عبدالحی، شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، دار الفکر بیروت ۱۹۹۷ء
12. ابن قتیبہ الدینوری، عبداللہ بن مسلم، تاویل مختلف الحدیث، مکتبہ زیدان مصر ۱۹۳۵ء

13. ابن قیم، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر، المنار المنیف فی الصحیح والضعیف دار القلم بیروت ۱۳۹۰ھ
14. ابن کثیر، اسماعیل بن عمرو بن کثیر بن ضوء القرشی الدمشقی، البدایہ والنھایہ، تحقیق دکتور عبد اللہ بن عبد الحسن الترکی، مرکز البحوث والدراسات العربیہ والاسلامیہ دار ھجر سن طباعت نامعلوم
15. ابن منظور، ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت ۱۹۶۸ء
16. انیس، ڈاکٹر ابراھیم، منتصر عبد الحلیم، صوالحی عطیہ، احمد، محمد خلف اللہ معجم الوسیط، مکتبہ نشر الثقافۃ الاسلامیہ ایران ۱۴۰۸ھ
17. وامام احمد بن حنبل، مسند امام احمد بن حنبل، تحقیق، الارنووط، شعیب، مرشد، عادل، موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۹۹۵ء
18. امام بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح بخاری، المکتبہ الثقافیہ بیروت سن طباعت نامعلوم۔
19. خطیب، ابو بکر احمد بن علی، تاریخ بغداد، مکتبہ السعادہ قاھرہ ۱۹۳۱ء
20. الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، تذکرۃ الحفاظ، دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر اباد دکن ۱۹۵۵ء
21. الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، میزان الاعتدال فی نقد الرجال دار احیاء الکتب العربیہ عیسیٰ البانی الحلبی ۱۹۶۳ء
22. الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، تاریخ الاسلام ووفیات المشاھیر والاعلام، تحقیق الدکتور (عمر عبد السلام تدمری، دار الکتاب العربی بیروت ۱۹۹۷ء
23. الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، العبر فی خبر من غبر، تحقیق صلاح الدین کوئت ۱۳۸۰ھ۔
24. الذھبی، محمد حسین، ڈاکٹر، التفسیر والمفسرون، دار لفکر بیروت ۲۰۰۲ء
25. الزرکلی، خیر الدین، الاعلام قاموس تراجم لاشھر الرجال والنساء من العرب والمستعربین، دار العلم للملایین بیروت ۱۹۸۹ء
26. الشوکانی، علی بن محمد، البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع، مطبعۃ السادۃ مصر ۱۳۴۸ھ
27. صفوری، عبد الرحمن، نزھۃ المجالس، ایچ ایم سعید کراچی، سن طباعت نامعلوم
28. قاضی عیاض، حافظ ابو الفضل عیاض بن موسیٰ، اکمال المعلم بفوائد مسلم ، تحقیق دکتور یحییٰ اسمٰعیل، دار الوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع مصر، ۱۹۹۸ء
29. قاضی عیاض، حافظ الو لفضل عیاض بن موسیٰ، الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، تحقیق علی محمد البجاوی، دار الکتاب العربی بیروت ۱۹۸۴ء
30. القسیبے، دکتور ابراھیم طہ، مراد، دکتور حمدی محمد، موسوعۃ الاثار الضعیفہ والموضوعۃ، مکتبہ المعارف ریاض ۱۴۱۹ھ
31. القشیری، مسلم بن حجاج بن مسلم، الجامع الصحیح مسلم، دار الجیل بیروت، سن طباعت نامعلوم
32. لکھنوی، محمد عبد الحی بن محمد عبد الحلیم، الاثار المرفوعۃ فی اخبار الموضوعۃ، المکتبۃ الامدایہ مکۃ المکرمہ ۱۳۸۱ھ
33. الملا علی قاری، علی بن محمدِ المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع، تحقیق، عبد الفتاح ابو غدہ، مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب ۱۹۹۴
34. ملا علی قاری، علی بن محمد، موضوعات کبیر، قرآن محل کراچی، سن طباعت نامعلوم
35. النووی، ابو زکریا محی الدین بن شرف، ارشاد طلاب الحقائق، تحقیق نور الدین عنتر، مطبعۃ الاتحاد دمشق ۱۹۸۸ء
36. النووی، ابو زکریا محی الدین بن شرف، التقریب، مکتبہ خاور مسلم مسجد لاہور سن طباعت نامعلوم